جناب محمد فخر

محبت رسولؐ اور اتباع سنت

آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی مسلمانوں اور اہل اسلام کے لئے مرکز ملت کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ کی محبت والفت اور تکریم کو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے ایمان کا جزو اور اساس بنایا ہے۔آپ علیہ السلام مخلوق میں محبت کے سب سے زیادہ مستحق اور حق دار ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ذات سے زیادہ ہماری محبت کے حق دار ہیں۔قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۶) ترجمہ: ''بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کے لیے ان کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔'' اس آیت نے بغیر کسی قید وتحدید کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کو ہر مسلمان کی ذات پر فوقیت دی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (صحیح بخاری ۱۵) ترجمہ: ''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں'' ۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا وجود اور ایمانی عمارت کی بنیاد حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اگر اس عمارت میں کوئی کمی، کوتاہی رہ گئی تو پھر ایمان اُس خیالی عمارت کی طرح رہ جائے گا جسے زمین کے بغیر بنانے کا سوچا جائے۔جس طرح مضبوط سے مضبوط عمارت، زمین کی ذراسی حرکت اور جنبش سے آسمان کو چھوتی چھوتی، ٹکڑوں میں بکھر کر زمین والوں کی ٹھوکر میں دربدر خاک بسر ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح اعمال واوصاف جس قدر بھی ہوں لیکن اگر رحمۃ للعالمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، ان کے عشق، ان سے وابستگی میں کمی ہوگئی تو ان اعمال واصاف کی بارگاہ خداوندی میں کچھ قدر و قیمت نہ ہوگی۔اس لئے کہ ہر نبی اور رسول اپنی امت کا سب سے زیادہ خیر خواہ اور ہمدرد ہوتا ہے وہ بغیر کسی دنیاوی غرض اور لالچ کے ہر وقت ان کو اس بات کی نصیحت کرتا ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت و بندگی کریں اور بت پرستی اور کفر وشرک کی غلاظتوں سے نجات پا کر جنت کے راستے پر آجائیں۔لیکن تمام نبیوں اور رسولوں کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر اپنی امت کے خیر خواہ، ہمدرد اور شفیق ومہربان ہیں۔کوئی رشتہ دار حتی کہ ماں باپ انسان سے اتنی محبت نہیں کرتے جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ایک ایک فرد

سے محبت کرتے ہیں اور ان کے لئے بے چین رہتے ہیں اور دعائیں فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب رشتہ داروں حتی کہ ہماری جان اور ہمارے نفس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہیں تو آپ کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ آپ کا سب سے بڑا حق آپ سے ایسی محبت کرنا ہے کہ پھر کائنات میں اللہ کے بعد کسی دوسرے سے ایسی محبت نہ کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری میں مر مٹنے کا جذبہ موجزن ہونا چاہیئے۔ اور اللہ تعالی نے اپنی محبت کی علامت اور پیانہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور ان کی اتباع کو بنا رکھا ہے۔ اگر انسان کی زندگی میں اتباع سنت ہے تو اس کی زندگی کا ہر قول وعمل آپ علیہ السلام کی سنت مطہرہ میں ڈھلا ہوا ہے تو کہا جائے گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کے دعوے میں سچا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ محبت کا پیانہ آپ کی اتباع کو بنا رکھا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران ۳۱)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا لازمی تقاضا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، اس کا ایک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ ہم اللہ کی محبت میں پختہ تر اور مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اللہ کے محبوب اور اس کی مغفرت ورحمت کے سزاوار قرار پائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں اپنی محبت کا معیار بھی بتا دیا ہے کہ اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعوی ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر اتباع کرے جو شخص اتباع کا جس قدر اہتمام کرے گا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی روشنی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے گا، وہ اس اپنے دعوی میں سچا ہوگا۔ آپ علیہ السلام کیلئے اسی اتباع اور اطاعت مطلوب ہے جو دل کی انتہائی گہری محبت کے ساتھ ہو، دل کی پوری آمادگی کے ساتھ ہو، اور انبساط قلب اور شرح صدر کے ساتھ ہو۔

قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بار بار اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے اور اطاعت سے اعراض کو اور منہ موڑنے کو کفر کہا گیا ہے۔ اور آپ علیہ السلام کی کامل اتباع اور محبت جیسے ایمان کا لازمی جزو اور بنیاد ہے، اسی طرح آپ علیہ السلام کی حکم عدولی اور اعراض کفر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (۳۲)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے، کہ اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیرلیں تو بے شک اللہ تعالی کافروں

سے محبت نہیں کرتا۔"

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ جس نے بھی رسول کی اطاعت سے اعراض کیا اور منہ موڑا وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آیت نے اس بات کو بتلادیا کہ دین میں رسولوں کی مخالفت کرنا کفر ہے اور جو اس صفت سے متصف ہو اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں کرتا اگر چہ وہ خود اس زعم میں مبتلا ہو اور اس امر کا مدعی ہو کہ وہ خدا سے محبت کرتا ہے اور اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جب تک وہ رسول کریم نبی امی خاتم الرسل اور اللہ کے اس پیغمبر کا جو تمام ثقلین جنوں اور انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اتباع نہ کرے۔ جس کی شان یہ ہے کہ تمام انبیاء، اور رسول بلکہ اولوالعزم پیغمبر بھی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو اُن کیلئے بھی سوائے آپ کی اتباع کرنے اور آپ کی اطاعت میں داخل ہونے اور آپ کی شریعت کی پیروی کرنے کے، اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔" (تفسیر ابن کثیر ۱/۳۵۸)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ علیہ السلام کی کامل اتباع کی اور حقیقی محبت کا ثبوت دیا اور آپ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا، جس کی بدولت دین ودنیا میں کامیابی وکامرانی اور سرخروئی حاصل کی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے، خطبہ کے دوران کچھ لوگ مسجد کے کناروں پر کھڑے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کناروں پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "بیٹھ جاؤ" جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر سڑک پر تھے اور مسجد نبوی کی طرف آرہے تھے۔ جب کان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آواز آئی کہ "بیٹھ جاؤ" تو آپ وہیں سڑک پر بیٹھ گئے۔ خطبہ کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو بیٹھنے کا حکم ان لوگوں کو دیا تھا جو یہاں مسجد کے کناروں پر کھڑے ہوئے تھے، لیکن تم تو سڑک پر تھے اور سڑک پر بیٹھنے کو تو نہیں کہا تھا، تم وہاں کیوں بیٹھ گئے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کان میں پڑ گیا کہ "بیٹھ جاؤ" تو پھر عبداللہ بن مسعود کی مجال نہیں تھی کہ وہ ایک قدم آگے بڑھائے۔

یہ تھے حضرات صحابہ کرام جنہوں نے اتباع سنت اور حقیقی عشق رسول دنیا میں اپنا لوہا منوایا اور سرخروئی وکامیابی حاصل کی، عزت وشوکت بھی پائی اور اقتدار بھی حاصل کیا، اور آنے والی نسلوں کیلئے قابل تقلید نمونہ بھی بنے۔ لیکن آج ہم ہیں کہ ہم پر دنیا کا خوف ہے، ہم آپ علیہ السلام کی سنت میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے میں خوف اور شرم محسوس کرتے ہیں۔ آج ہم اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنی زندگیوں میں اپنالیں تو ہم بھی سوفیصد کامیابی وکامرانی حاصل کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت اور کامل اتباع نصیب فرمائے۔